اندلس (اسپین) کی فتح میں ساحلِ اندلس پر طارق بن زیاد کے جہاز جلانے والے قصے کی تحقیق

از:
هاجرہ بی بی شیخ
اسسٹنٹ پروفیسر، مسلم ہسٹری گورنمنٹ گرلز (زبیدہ) کالج حیدرآباد سندھ

ولید بن عبدالملک کا دور بنوامیہ کی فتوحات کا عظیم الشان زمانہ ہے۔ایک طرف ترکستان میں قتیبہ ابن مسلم فتح وکامرانی کے پرچم اڑاتا خاقان چین کو رزم آرائی کی دعوت دے رہا تھا۔تو دوسری طرف محمد بن قاسم سندھ وملتان کے ہندوؤں سے اپنی کامیاب قیادت کا لوہا منوا چکا تھا۔ایک طرف مسلمانوں کا بحری بیڑہ بحر روم کے عیسائی بیڑے کو تاخت وتاراج کر کے جزائر بحر روم پر قابض ہو رہا تھا تو دوسری طرف موسیٰ بن نصیر والی افریقہ بربر جیسی سرکش قوم کو اپنے قابو میں کر چکا تھا۔غرض مہذب دنیا کے ایک بڑے حصے پر عرب مسلمانوں کی فتوحات کے پرچم لہرا رہے تھے۔اور کوئی طاقت ان کے مدمقابل آنے کا خیال تک نہ کر سکتی تھی۔ایسے حالات میں اسپین جو کہ سیاسی بدنظمی کا بری طرح شکار ہو رہا تھا۔عربوں کی عقابی نظروں سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا تھا۔

آی۔ایچ برنی نے مسلم اسپین میں طبری ج ۵ ص ۸۱۷ وابن اثیر ج ۳ ص ۷۲ کے حوالوں سے لکھا ہے کہ اسپین پر مسلمانوں کے حملے کی ابتداء سن ۲۷ھ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن نافع بن حصین اور حضرت عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو افریقہ کے راستے اسپین پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجا تاکہ قسطنطنیہ اندلس کی راہ سے آسانی سے فتح ہو جائے

اور یہ لوگ بشارت رسول اللہؐ کے مستحق ہو جائیں قسطنطنیہ فتح کرنے والوں کو آپؐ نے دی تھی (۲)۔

اندلس پر مسلمانوں کا دوسرا حملہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں اس وقت کیا گیا جب معاویہ بن خدیج افریقہ کے والی تھے ۳۔

بہر حال یہ ابتدائی حملے نہ فتح کیلئے کئے گئے تھے، اور نہ ان کا کوئی پائیدار اثر یہاں باقی رکھنا مقصود تھا ۴

یوں تو مسلمانوں کی آمد کے بہت سے اسباب تھے لیکن جس وجہ سے مسلمان اندلس میں داخل ہوئے اس کا سب سے بڑا سبب فلورنڈا کا واقعہ تھا جس نے مسلمانوں کو اندلس آنے کی دعوت دی ۵

مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ خان'' تاریخ اسلام'' میں لکھتا ہے کہ افریقہ (مراکو) کے شمالی سرحد پر قلعہ سبطہ ابھی تک عیسائیوں کے قبضے میں تھا۔ اس قلعہ کا قلعہ دار ایک شخص کونٹ جولین نامی تھا جس کو عربی مورخ بالیان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جولین ایک یونانی سردار تھا اور قیصر قسطنطنیہ کی طرف سے مامور تھا۔ قیصر کے تمام مقبوضات افریقہ مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے۔ صرف یہی ایک قلعہ باقی تھا جو صلح کے ذریعے جولین کے قبضے میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ جولین نے اندلس کی عیسائی سلطنت سے حزبِ منشائے قیصر قسطنطنیہ اپنے تعلقات قائم کر لئے تھے کیونکہ قسطنطنیہ کے مقابلے میں اندلس مقام سبطہ سے قریب تھا اور اندلس کی حمایت میں آ جانے سے اسے عیسائی مقبوضہ کے قیام و بقا کی زیادہ توقع تھی۔ اس طرح کونٹ جولین حکومت اندلس کے گورنروں میں شمار کیا جاتا تھا اور قلعہ سبطہ حکومت اندلس کی ایک ماتحت ریاست بن گیا تھا جس کا تعلق برائے نام حکومت قسطنطیہ سے بھی باقی تھا۔ اندلس کے آخری گاتھ فرماں روا مسمی وٹیزا نے اپنی بیٹی کی شادی جولین سے کر دی تھی۔ جب وٹیزا تخت سلطنت سے معزول کیا گیا تو جولین کو بالطبع وٹیزا کے معزول اور لرزیق کے تخت نشین ہونے سے ملال ہوا۔ مگر چونکہ لرزیق کی تخت نشین پادریوں کے حزب منشا عمل میں آئی تھی۔ لہٰذا جولین کو بھی مجبوراً سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ جولین کی ایک بیٹی فلورنڈا نامی تھی جو بادشاہ وٹیزا کی نواسی تھی یعنی قدیمی شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ گاتھ حکومت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ امیروں، گورنروں، سپہ

سالاروں اور بلند مرتبہ لوگوں کے چھوٹے لڑکے بادشاہ کے پاس بطور پیش خدمت رہتے ، آداب دربار سیکھتے اور شائستگی حاصل کرتے تھے بادشاہ بھی مثل اپنی اولاد کے اُن کے رنج وراحت کا خیال رکھتا اور جب وہ جوان ہو جاتے تو اپنے والدین کے پاس واپس جانے کی اجازت پاتے تھے۔اسی طرح اُمرأ کی لڑکیاں بادشاہ بیگم کے پاس محل میں بھیج دی جاتی تھیں اور وہاں محلات شاہی میں پرورش پا کر جوان ہوتی تھیں بادشاہ اور بادشاہ بیگم ان لڑکیوں کو مثل اپنی بیٹیوں کے سمجھتے تھے۔۶

ان بچوں کے ادھر بھیجنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ ان کی جان کے خوف سے ان کے والدین میں بغاوت اور سرکشی کا خیال پیدا نہ ہو سکے۔۷

نواب جولین کی لڑکی فولرنڈا بھی اسی غرض سے حدود محلسرا میں داخل کی گئی۔اس کی ذات کی حفاظت لاڈرک پر اسی قدر واجب تھی جتنی کے اپنی لڑکی کی۔مگر وہ اس کے حسن بے پناہ کا والہ وشیفتہ۔ اس کی سحر طرازیوں سے اس حد تک مسحور ہوا کے اس کی لاج کی بھی لاج نہ رکھی۔اس کے ناموس کو بھی داغدار کرنے سے گریز نہ کیا۔یہ نیک طنیت بوالہوسی کے ہتھکنڈوں سے بھلا کہاں واقف۔وہ حسن معصوم مکروفریب کی چالوں سے کہاں آگاہ ہے جونا گھانی پڑی تو بس رونا کام رہ گیا۸۔

شیخ عبدالمجید سندھی ''فتح اسپین'' میں لکھتا ہے،دکھ سے بھرے،دل کے درد سے،آنکھوں سے آنسو بہاتے،جن کے داغ کاغز پر بھی رک گئے،اس نے ایک خط اپنے والد کو لکھا۔

''میرے ابا! ان لائینوں کو لکھنے سے پہلے کاش زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں غرق ہو جاتی ! مجھے اس ظلم کو ظاہر کرنے میں شرم آرہی ہے جس کا چھپانا مناسب نہیں ہے۔ افسوس میرے ابا آپ نے شیر کو اپنی بکری دی ہے۔آپ کی بیٹی کی بےعزتی ہوئی ہے۔گوتھ خاندان کے شاہی خون کو ناپاک کیا گیا ہے اور ہماری نسل کو بدنامی کا دھبا اور داغ لگا ہے۔ میرے باپ! جلدی سے اپنے بچے کو لٹیرے کے ہاتھوں سے چھڑاؤ اور اپنے خاندان کی بیعزتی کا انتقام لو'

فلورنڈا کا خادم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر خط لے کر روانا ہو گیا ۹

پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی نے ''عبرت نامہ اندلس'' میں لکھا ہے کہ یلیان نے جب سنا تو غصے سے اپنے آپے میں نہ رہا اور چاہا کے عربوں کے داخلہ کیلئے اپنے شہر سبطہ کے دروازے کھولے، لیکن اس سے پہلے عربوں سے ایک عہد نامہ کرلیا جو اس کے حق میں مفید تھا اور اب اسپین کی دولت وشادابی کی تعریف کر کے موسیٰ کو ترغیب دی کہ وہ اسپین پر فوج کشی کرے، اور اس صورت میں فوج کی روانگی کیلئے یلیان نے جہازوں کے انتظام کا وعدہ کیا کہ ضرورت کے وقت فوراً مہیا کر دیئے جائیں گے۔ موسی بن نصیر نے امیر المومنین ولید سے استصواب کیا خلیفہ نے اس مہم کو خطرناک سمجھا اور لکھا کہ ''پہلے اسپین کے حالات معلوم کرنے کیلئے تھوڑی سی فوج بھیجو فوراً کثیر فوج ایسے ملک کو روانہ نہ کیجائے جو سمندر پار ہے۔'' ١٠

چنانچہ موسہ بن نصیر نے فرمان خلافت کی تعمیل میں مسلمانوں کے ایک مختصر دستہ اپنے مولیٰ طریف بن مالک نخعی کی سرکردگی میں اندلس پر حملہ آوری کیلئے روانہ کیا گیا طریف کی یہ جمعیت صرف چارسو مجاہدین پر مشتمل تھی جن میں سے ایک سو سوار تھے یہ لوگ چار کشتیوں میں سوار ہوکر روانہ ہوئے اور جنوب مغربی اندلس کے ایک شہر میں جا کر اترے جس کا نام بعد میں جزیرہ طریف پڑا یہ لوگ اس جزیرہ میں قتل وغارت کر کے اندلس کے ساحلی شہر جزیرہ خضرا میں اترے یہاں بھی لوٹ مار کی اور کثیر مال غنیمت اور تنومند قیدیوں کو ہمراہ لیکر ١١ رمضان سن ٩١ ھ / جولائی ٧١٠ ع ١٢ میں بخیر وخوبی واپس آگئے۔ ١٣

طریف کی مہم کی کامیابی سے اندلس کی راہ کی آسانیاں نظر آگئیں۔ (١٤)

کیونکہ طریف کی کامیابی نے یہ مقاصد حاصل کر لئے۔

١۔ اسپین میں عسکری قوت کی کمزوری کا پتہ چل گیا۔

٢۔ مخالف فوج کی تعداد کا اندازہ ہوگیا۔

٣۔ انکے طریقہ جنگ کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔

٤۔ اپنی فوجی طاقت اور حوصلہ کا اندازہ ہوا۔

۵۔ سامان جنگ کی نوعیت کا اندازہ ہوا۔

٦۔ اس پہلی مہم کی کامیابی نے بڑے معرکے کیلئے راستوں کا تعین کر دیا۔

۷۔ مخالف پر مسلمانوں نے اپنا رعب ڈال دیا۔ ۱۵

اور موسی نے اندلس پر حملہ آور ہونے کا اعلان کر دیا اور لوگ خوشی سے اس غزوہ میں شریک ہو نے کیلئے آمادہ ہو گئے چنانچہ ایک عظیم الشان لشکر ایک لائق اعتماد قائد طارق بن زیاد کی سرکردگی میں تیا رہو گیا اور اسی قائد نے آگے چل کر فاتح اندلس کا معزز لقب پایا۔ ۱٦

اس لئے اندلس پر حقیقی اسلامی حملہ اس فوجکشی کو قرار دیا جا سکتا ہے جو اندلس کی فتح کی نیت سے مشہور فاتح طارق بن زیاد کی سرکردگی میں کیا گیا اور مسلمانوں نے یہاں سکونت اختیار کر کے اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کیا۔ ۱۷

مولانا سید ریاست علی ندوی نے ''تاریخ اندلس'' میں ابن القوطیہ و ابن اثیر و نفع الطیب کے حوالوں سے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جب افریقہ میں اندلس کی حملے کی تیاریوں کا غلغلہ بلند تھا اور طریف کی مہم کی کامیابی کی داستانیں پھیل رہی تھیں افریقہ کے چند آزاد اور جنگجو قبائل کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اندلس کو تاخت و تاراج کر کے جو کچھ بھی ہاتھ آ سکتا ہو اس کو سمیٹ لینے کیلئے آزادانہ طریقہ سے فوج کا ایک دستہ بنایا اور اندلس کیلئے اسلامی حکومت افریقہ کے لشکر کے روانہ ہونے سے پہلے چل کھڑے ہوئے یہ افریقہ کے نیم وحشی بربری قبیلے تھے جو ایک شیخ ابو زرعہ نامی کی قیادت میں ایک ہزار کی تعداد میں اکٹھا ہو گئے تھے افریقہ سے چل کر جزیرہ خضراء میں اتر پڑے شہر کے لوگ ان غارتگروں کو دیکھتے ہی آس پاس کی آبادیوں میں بھاگ گئے جو لوگ سامنے مل گئے انہیں لوٹ مارا پھر بڑی بربریت کے ساتھ بعضوں کو آگ میں جلا دیا۔ اور ایک کلیسا میں آگ لگا دی ان کی یہ وحشیانہ حرکتیں اس پر ختم نہیں ہوئیں بلکہ چند قیدیوں کو بڑی بیدردی سے ذبح کر ڈالا اور لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیگوں میں رکھ کر آگ پر چڑھا دیا اور باقی ماندہ قیدیوں کو آزاد کر دیا تا کہ یہ رہا شدہ قیدی ملک میں پھیل جائیں اور ملک میں مشہور ہو جائے کہ یہ حملہ آور ایسے سخت ہیں کہ

قیدیوں کو ذبح کر کے بھون کر کھا جاتے ہیں اس طرح ان کا رعب و دبدبہ پھیل جائے گا اور لوگ ان کے مقابلے میں آنے کی جراءت نہ کر سکیں گے۔۱۸؎

مولانا سید ریاست علی ندوی ''تاریخ اندلس'' میں لکھتے ہیں کہ بعض غیر محتاط راویوں نے اس واقعہ کو طارق کی طرف منسوب کر دیا ہے اور ابن اثیر نے اگر چہ اس کو طریف کی طرف منسوب کیا ہے لیکن اس کے اثرات سے طارق کے فائدہ اٹھانے کا تذکرہ کیا ہے، غالباً ابن اثیر نے اسکی طرف یہ نسبت اسلئے دی کہ اس کی کنیت بھی ''ابوزرعہ'' تھی ''نفع الطیب''، لیکن جیسا کہ مقری نے یہ تصریح لکھا ہے کہ یہ ابوزرعہ قبائل بربر میں سے ایک شیخ تھا جس نے قیدیوں کو آگ میں جلوا دیا اسلئے ہمارا قیاس صحیح ہے کہ نفع الطیب میں لاشوں کے ٹکڑے کر کے آگ میں بھوننے کا جو مفصل واقعہ ہے وہ دراصل ابو زرعہ کی اسی جمیعت کے ہاتھوں سرزد ہوا ہے طارق وطریف جو اسلامی حکومت افریقہ کے لشکروں کے سپہ سالار تھے ان دونوں کے دامن اس سے پاک ہیں اور نہ اسکی ذمہ داری اسلامی حکومت افریقہ کے سر عائد ہوتی ہے اس واقعہ کو ایک وحشیانہ جنگی چال سے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی وحشیانہ حرکتیں کسی ذمہ دار مہذب جماعت سے سرزد نہیں ہوسکتیں بربریوں کی ہے جماعت نو مسلم تھی وہ لوگ اسلام کی اخلاقی تعلیمات وقوانین جنگ سے پوری طور پر آگاہ نہ تھے جیسا کہ مورخین نے تصریح کی ہے لوٹ مار کی غرض سے جمیعت اکٹھا کر کے یہ افریقہ سے چل پڑے تھے اور اندلس پہنچ کر وقتی طور پر جو کچھ یہ کر سکتے تھے بغیر کسی ذمہ داری کو محسوس کئے ہوئے کر گزرے واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے عجیب تھا شہرت پا گیا، مگر ابوزرعہ کی اس مہم کا حال عام مورخین کو نہ معلوم ہوسکا اور لوگوں نے اس واقعہ کو طریف و طارق کی طرف منسوب کر دیا۱۹؎

طارق بن زیاد نسلاً بربر اور افریقہ کا باشندہ تھا موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا زبردست فوجی خدمات پر مامور رہا اور اپنے آقا کے ساتھ بڑے کارہائے نمایاں انجام دیے۔

موسیٰ نے اس کو صوبہ طنجہ کا والی بنا دیا تھا۔ کاؤنٹ جولین سے اس کے مراسم پہلے سے قائم تھے چنانچہ فتح اسپین کی ابتدائی گفتگو میں شریک رہا کیونکہ بڑے حملے کیلئے لشکر کی تیاری میں بربروں نے

بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا جس سے ان کی اتنی کثرت ہوگئی کہ سپہ سالاری کیلئے بلاشبہ طارق بن زیاد سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتا تھا جولین نے حسب وعدہ اپنے چار جہاز مسلمانوں کے لشکر کو اسپین تک پہنچانے کیلئے دیئے۔اور طارق سات ہزار کا لشکر لیکر اسپین کی طرف روانہ ہوا جس میں صرف تین سو عرب اور باقی بربر تھے۔[۲۰]

مولانا سید ریاست علی ندوی نے ''تاریخ اندلس'' میں لکھا ہے کہ اسلامی لشکر کی تعداد میں مورخین میں اختلاف ہے ابن اثیر و مقری نے 7 ہزار فوج لکھی ہے پھر ۵ ہزار کمک کا اور تذکرہ کیا ہے ابن خلدون نے ۳ سو عرب اور دس ہزار بربر لکھا ہے۔اور ابن بشکوال نے مجموعی تعداد میں ۱۱۸۸ لکھی ہے (مقری) اس طرح یہ تعداد ۱۰۳۰۰ سے ۱۲ ہزار کے اندر ہوتی ہے یہی پوری جمعیت ہے جو فاتح اندلس بنی اور سب سے پہلے ایک لاکھ فوج کے مقابل میں صف آراء ہوئی[۲۱]۔

اسلامی لشکر یوم دوشنبہ (پیر کے دن) ۵ رجب سن ۹۲ھ[۲۲] ۷۱۱ [۲۳] کو اندلس کی ایک پہاڑی [۲۴] لائینز راک یا [۲۵] لائینز راک یا قلۃ الاسد جبل فتح [۲۶] پر اترا جو بعد میں طارق سے منسوب ہو کر جبل طارق سے موسوم ہوا اور اب اس کا بگڑا ہوا تلفظ جبرالٹر مشہور ہے۔

مسلمانوں کی یہ جمعیت بھی یلیان حاکم سبتہ کے انہیں چار جہازوں میں جنہوں نے طریف کی فوج کو پہلے اسپین پہنچایا تھا۔تھوڑی تھوڑی کر کے ساحل اسپین پر اتار دی گئی مسلمانوں کے پاس سوائے ان چار جہازوں کے کوئی جہاز نہ تھا[۲۸]۔

رشید اختر ندوی نے ''مسلمان اندلس میں'' میں لکھا ہے کہ سات دن میں سات ہزار بربر جوان اور تین سو عرب سردار اندلس کے ساحل پر اتار دیئے گئے طارق بن زیاد آخری جہاز میں تشریف لائے اللہ کی ہزار ہزار رحمتیں جناب طارق ابن زیاد کی روح پر ہمیشہ نازل رہیں۔ان کے پاؤں جس وقت ساحل اندلس پر پڑے انہوں نے پوری قوت کے ساتھ اللہ کی بڑائی کا نعرہ بلند کیا ساتھیوں نے ان سے ہمنوائی کی۔یہ انوکھا اعلان آمد تھا۔نہ دف بجی نہ ڈھلو پٹے، نہ توپیں سر ہوئیں نہ گولے چھوٹے البتہ ایک عجیب رسم اور ایک عجیب تماشا تاریخ کی باریک بیں نگاہ نے اس ساحل پر اس دن دیکھا۔وہ

سارے کے سارے جہاز جوان بر بر کو یہاں لائے تھے جل اٹھے تھے۔ طارق کے حکم سے ان سب میں آگ لگا دی گئی تھی اور وہ یوں جل رہے تھے جیسے وہ بارود سے بنے تھے اور ان کا کام جلنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ یہ کتنا بڑا اعتقاد تھا اپنی قوت پر یہ کتنا بڑا بھروسہ تھا، اپنے بازؤوں پر اور یہ کتنی بڑی جرات تھی، طارق کی۔ یہ جانتے بوجھتے کہ ان کے ساتھیوں کی تعداد صرف سات ہزار تین سو ہے۔ محض ایک مٹھی سپاہیوں کی محض ایک گروہ جوانوں کا اور سامنے ایک پورا ملک تھا، ڈھائی کروڑ نفوس سے بھرا ہوا ملک ساڑھے تین سو سال کی پرانی تہذیب وتمدن نا قابل عبور فصیلوں والے قلعے۔ ان گنت فوجیں، ان گنت اسلحہ مگر جب یہ جہاز جل رہے تھے کائنات مسکرا رہی تھی۔ آسمان قہقہے لگا رہا تھا اور خود طارق کا مضبوط ہاتھ ان کی تلوا کی میان پر تھا انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکال لی۔ اس تلوار کو جلتی آگ کے آسمان گیر شعلوں کی روشنی میں کئی بار چوما اس کے ساتھیوں نے انکی پیروی کی ان کے ہاتھوں میں بھی چمکتی تلواریں تھیں مگر دل حیرت سے معمور تھے۔ دفعتاً جناب طارقؒ کی آواز فضا میں پھیلی انہوں نے کہا:

''میں نے یہ کشتیاں جلا دیں میں نے یہ لوہے اور لکڑی کے جڑے ہوئے تختے آگ کی نذر کر دیئے یہ اب میرے لئے بے کار تھے ہم یہاں سے لوٹنے کیلئے نہیں آئے ہمیں پھر واپس نہیں ہونا آگے بڑھنا ہے اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے ہمیں جو نور بخشا ہے اسے دور دور تک عام کرنا ہے۔ یاد رکھو پیچھے سمندر ہے اور آگے دشمن پچھلی موت بزدلی کی موت ہے اور آگے کی موت بہادری کی موت وہ موت اگر ہمیں آئی تو ہمارے لئے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا سبب ہوگی۔ تم پیچھے کی طرف اگر بھاگنا بھی چاہو تو نہ بھاگ سکو گے اپنے ایمان پر بھروسہ کر کے آگے بڑھو یہی اصل زندگی ہے''۔ [29]

حوالہ جات

۱۔ آئی۔ایچ۔ برنی ،مسلم اسپین ،سیاسی وثقافتی تاریخ کفایت اکیڈمی ،اشا عت دہم،۱۹۸۱ع،ص ۶۸۔

۲۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول ، اعظم گڑھ ،سن ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ع،ص ۶۴اور ۶۵۔

۴۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۶۵

۵۔ امتیاز پراچہ،تاریخ اسلام،عہد رسالت تا خلافت فاطمین مصر، (رہبر پبلشر سولھویں اشاعت سن۱۹۹۲ع ص ۴۰۵

۶۔ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی تاریخ اسلام حصہ سوم طبع سوم نفیس اکیڈمی سن ۱۹۶۲ع،ص ۲۳۔

۷۔ سید نصیر احمد جامعی مسلمان سپہ سالار اور فاتح احسن برادرز چوک انارکلی لاہور حصہ اول اشاعت دوئم، سن ۱۹۵۴ع،ص ۱۰۷۔

۸۔ عبدالقوی ضیاء تاریخ اندلس دور بنی امیہ ایجوکیشنل بکڈپو طبع اول ، سن ۱۹۵۷ع ص ۱۹۔

۹۔ شیخ عبدالمجید سندھی فتح اسپین حصہ اول اور دوم، زیب ادبی مرکز دفعہ پہلا ،سن ۱۹۷۹ع،ص ۱۹۸اور ۹۹۔

۱۰۔ مولوی عنایت اللہ دھلوی (مترجم) عبرت نامہ اندلس پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی (مصنف) جلد اول،مقبول اکیڈمی باردوم،سن ۱۹۶۶ع،ص ۴۰۵۔

۱۱۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول ، اعظم گڑھ ،سن ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ع،ص ۶۸اور ۶۹۔

۱۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب لاہور جلد۱۲، طبع اول ، ۱۳۹۳ھ ۔۱۹۷۳ء،ص۳۶۳۔

۱۳۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول ، اعظم گڑھ ، سن ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء،ص۶۹۔

۱۴۔ ۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔

۱۵۔ امتیاز اپراچہ،تاریخ مسلمانانِ اندلس رہبر پبلشر اشاعت دوم،سن۱۹۹۲ء، ص۳۶اور۳۷۔

۱۶۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول ، اعظم گڑھ ، سن ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء،ص۶۹۔

۱۷۔ ۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔ص۶۵

۱۸۔ ۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔ص۶۹اور۷۰

۱۹۔ ۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔حاشیہ ص۷۰

۲۰۔ آئی۔ایچ۔برنی مسلم اسپین سیاسی وثقافتی تاریخ کفایت اکیڈمی اشاعت دہم،سن۱۹۸۲ء،ص۷۲۔

۲۱۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول، اعظم گڑھ،سن ۱۳۶۹ھ /۱۹۵۰ء،حاشیہ ص۷۲۔

۲۲۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔ص۷۲۔

۲۳۔ MAZHAR-UL-HAQ, A SHORT HISTORY OF MUSLIM SPAIN, Book Land Publisher and Booksellers 17. Urdu Bazar Lahore -2 (Paksitan, Enver-ul-Haque, Khan First edition 1988, Pg No. 12.

۲۴۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول، اعظم گڑھ، سن ۱۳۶۹ھ /۱۹۵۰ع، ص۲۷۔

۲۵۔ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی تاریخ اسلام حصہ سوم طبع سوم، نفیس اکیڈمی، سن ۱۹۶۲ع، ص ۲۶۔

۲۶۔ علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی (مترجم) تاریخ ابن خلدون علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (مصنف) حصہ پنجم امیران اندلس اور خلفاء مصر، اشاعت اول نفیس اکیڈمی، سن ۱۹۶۶ع، ص ۲۵۰۔

۲۷۔ مولانا سید ریاست علی ندوی تاریخ اندلس حصہ اول، اعظم گڑھ، سن ۱۳۶۹ھ /۱۹۵۰ع، ص۲۷۔

۲۸۔ مولوی عنایت اللہ دھلوی (مترجم) عبرت نامہ اندلس پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی (مصنف) جلد اول، مقبول اکیڈمی باردوم، سن ۱۹۶۶ع، ص ۴۰۵۔

۲۹۔ رشید اختر ندوی، مسلمان اندلس میں نیاز احمد سنگ میل پبلی کیشنز چوک اردو بازار لاہور، سن ۱۹۸۶ع، ص۳۰ اور ۳۱۔

۳۰۔ مولانا وحید الدین خان اسباق تاریخ اسلامی تاریخ کے سبق آموز صفحات، فرسٹ ریپرنٹ ۲۰۰۰، فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹیڈ اردو بازار کراچی، ص ۲۰۰ اور ۲۰۱۔